Dr.AQUEEL AHMAD

Dept.of Urdu.

A.P.S.M.College,Barauni.

Class:B.A(H)Urdu.2nd.year.

Paper:(poetry)

Topic: Ghalib.

سوال: مرزا غالب کی غزلیات میں حسن و عشق کی کارفرمائی کا جائزہ لیجئے۔

یا

غالب کا نظریہ عشق ان کی شاعری سے واضح کریں۔

جواب:۔ مرزا غالب کی غزلیات میں عشق کے واردات کی کارفرمائی کے اچھے نمونے ہم دیکھتے ہیں۔عموماً کسی ذات یا شئے سے جو دلی لگاؤ کی کیفیت دیکھی جاتی ہے،اس کا نام محبت ہے۔لیکن جب یہ لگاؤ حد سے زیادہ بڑھ جاتا ہے تو عشق کہلاتا ہے۔عشق ایک پاکیزہ جذبہ ہے۔اس کا تعلق حسن سے ہے۔حسین چیز سبھی کو پسند آتی ہے۔ہر وہ چیز جو آنکھوں میں نور اور دل میں سرور پیدا کر دے،حسن ہے۔حسن ظاہری بھی ہوتا ہے اور باطنی بھی۔باطنی حسن اہل نظر کے لیے ظاہری حسن سے زیادہ فوقیت کی چیز ہوتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ اہلِ نظر کے لیے سیرت کی اہمیت صورت سے زیادہ ہوتی ہے۔

اسی طرح جذبۂ محبت ایک چنگاری کی طرح بھڑکتا ہے اور دل کی دنیا کو روشن کر دیتا ہے،جس میں یہ کیفیت اور سرور پیدا ہوتی ہے،وہ عشق کہلاتا ہے۔

شیفتہؔ کے مطابق۔

شاید اسی کا نام محبت ہے شیفتہؔ
اک آگ سی ہے سینے کے اندر لگی ہوئی

ایسا دیکھا جاتا ہے کہ یہ آگ اچانک لگ جاتی ہے، خبر بھی نہیں ہوتی ہے کہ کب لگی؟ کیسے لگی؟ اس آگ کا لگا لینا نہ اپنے بس میں ہوتا ہے نہ اس کا بجھا دینا ممکن ہے۔

غالب کے نظریۂ عشق کے مطابق ۔

عشق پر زور نہیں ہے یہ وہ آتش ہے غالبؔ
کہ لگائے نہ لگے اور بجھائے نہ بجھے

مرزا غالبؔ کی غزلوں میں عشق کے جلوے جا بجا روشن ستاروں کی طرح چمکتے نظر آتے ہیں۔ ان کے خیالوں میں دنیا کی رونق اور چہل پہل اسی جذبۂ عشق پر منحصر ہے۔

رونقِ ہستی ہے عشقِ خانہ ویران ساز
انجمن بے شمع ہے گر برقِ خرمن میں نہیں

غالب کے نظریۂ عشق کے مطابق اس دنیا کی رونق کی وجہ عشق کا جذبہ ہے خواہ یہ عشق حقیقی ہو یا عشق مجازی۔ اگر خرمن میں برق یعنی دلوں میں محبت نہیں تو یہ انجمن یسی ہے جس میں کوئی شمع نہ ہو۔ زندگی کا اصل مزہ عشق و محبت کے جذبے کے اندر ہی ہوتا ہے۔

جاری((Continue